© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

کسی قوم کے مخصوص کلچر اور تہذیب کے لئے سب سے بڑا نازک وقت وہ ہوتا ہے جب یہ قوم اپنے جغرافیائی حدود سے باہر نکل کر کسی دوسری قوم کے ساتھ خلاملا پیدا کرتی ہے اور اس کا کلچر دوسری قوم کے کلچر کے ساتھ متصادم ہوتا ہے۔ اس تصادم کا ابتدائی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں کلچر تاثیر و تاثر کے فطری قانون کے ماتحت ایک دوسرے سے اثر پذیر ہوتے ہیں اور دونوں کا اپنا اصلی رنگ و روغن پھیکا پڑنے لگتا ہے۔ اور آخر کار جس قوم کو سیاسی برتری حاصل ہوتی ہو اور وہ کسی بلند اور اعلیٰ نصب العین کی حامل ہونے کے ساتھ اس کے مطابق عمل کرنے میں بھی تشدد ہوتی ہے۔ اس کا کلچر دوسرے کلچر پر غالب آتا ہے اور وہ جسم کے ساتھ ساتھ دوسری قوم کے دل و دماغ کو بھی مسخر کر لیتی ہے اس بنا پر ہر وہ قوم جو اپنے کلچر کو محفوظ رکھنا چاہتی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے کلچر کی حقیقی قدر و قیمت کو پہچانے۔ زندگی سے متعلق اس کا جو نصب العین ہے اس کی سچائی کا اذعانِ کامل اور یقین واثق رکھے اور پھر اس کے تمام اعمال و افعال بھی ایسے ہونے ضروری ہیں جو اس کے اس ایمانِ محکم۔ اعتقاد جازم۔ اور یقینِ واثق کے آئینہ دار ہوں۔ اگر بد قسمتی سے یہ قوم ان صفات کی حامل نہیں ہے تو اس کا کلچر خواہ اپنی اصلی حقیقت و ماہیت کے اعتبار سے کتنا ہی اعلیٰ اور بلند ہو جب وہ کسی دوسری قوم کے کلچر سے آشنا ہوگی تو عجب نہیں کہ اپنے "دل کے حرم" کو "گرو عجم" اور اپنے دین کو "خریدۂ کافری" کر بیٹھے۔

یہی وہ نکتہ تھا جس کے پیش نظر فطرت اسلام کے اصلی محرم و امین راز خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے ایران کی فتح کے بعد جب مسلمانوں کو اس مفتوح ملک کی آب و ہوا سے اثر پذیر پایا تو فرمایا کہ "اے کاش ہمارے اور ایران کے درمیان آگ کی ایک دیوار حائل ہوتی اور ہم اسے فتح کرتے نہ جاتے" اور غالباً یہی مصلحت تھی جس کے باعث۔ اگرچہ اسلام میں اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے حضرت عمرؓ اس کی حوصلہ افزائی نہ فرماتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے۔ یہ ظاہر ہے کہ اسلام عالمگیر مذہب ہو وہ عرب کے جغرافیائی حدود کے اندر ہی محصور نہیں رہ سکتا تھا اسے لامحالہ تمام دنیا میں پھیلنا اور اقوامِ عجم "کے مختلف کلچروں اور تہذیبوں سے متصادم ہونا تھا۔ اس بنا پر حضرت عمرؓ کا منشا ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ عرب اپنے ملک میں ہی بند رہیں اور باہر کی کسی قوم کے ساتھ ارتباط پیدا نہ کریں۔ بلکہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ جب مسلمان عقائد و اعمال اور سیرت کے اعتبار سے اتنے پختہ اور مضبوط ہو جائیں کہ وہ دوسری قوموں میں جذب ہونے کے بجائے ان کو خود اپنے اندر جذب کر سکیں تب مسلمانوں کو باہر نکلنا چاہئے ورنہ سیرت اور کیرکٹر کی پختگی کے بغیر اگر انھوں نے دوسری قوموں سے خلا ملا پیدا کیا تو اندیشہ ہے کہ کہیں دوسروں میں گھل مل کر اپنی انفرادیت سے ہی محروم نہ ہو جائیں۔

بنوامیہ میں لاکھ برائیاں سہی! لیکن یہ تسلیم کرنا ناگزیر ہے کہ جب تک وہ برسرِ اقتدار رہے اسلام کا اپنا اصل حجازی اور عربی آب و رنگ پھیکا نہیں ہوا۔ عباسی دور میں عربوں اور عجمیوں کے شدید اختلاط نے اسلامی کلچر کی انفرادیت کو متاثر کرنا شروع کیا اور پھر رفتہ رفتہ عقائد و اعمال میں جو کتر بیونت اور انقلاب و تغیر ہوا کوئی شبہ نہیں کہ اس نے اسلامی افکار کی وحدت کا شیرازہ بکلیم منتشر کردیا۔ اور آخرکار اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اخلاقی اور روحانی زوال کے ساتھ ساتھ سیاسی سطوت و اقتدار سے بھی محروم ہو گئے۔ قومی تعمیر و تربیت کا یہ ایک ایسا اہم نکتہ ہے جسے قوم کا کوئی مبصر اور روشن دماغ معمار کبھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔

پچھلے دنوں روس سے متعلق بعض انگریزی اخبارات میں جو مقالات شائع ہوئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ فتح ایران کے وقت عربوں سے متعلق جو نقطۂ نظر حضرت عمرؓ کا تھا آج کل اسٹالن بھی اپنی قوم کی تربیت اسی ڈھنگ پر کر رہا ہے۔ تعمیر بعد از جنگ کے لئے اسٹالن نے پانچ سال کا پروگرام بنایا ہے اور اس مدت میں وہ نہیں چاہتا کہ اس کی قوم اقوامِ غیر اور خصوصاً یورپ کی تہذیب و تمدن سے کوئی علاقہ پیدا کرے۔ چنانچہ اس نے اپنے ملک میں غیر ملکی سنیماؤں اور تھیٹروں کو ممنوع قرار دیدیا ہے۔ اور ان تمام کتابوں کی اشاعت بند کردی جو "آرٹ برائے آرٹ" کے نظریہ کی آئینہ دار ہوں۔

اسلام میں بعض ایسی چیزیں ممنوع ہیں جن میں بہ ظاہر فوری طور پر کوئی قباحت نظر نہیں آتی — تصویر کشی، تشبہ بالغیر اور بے پردگی وغیرہ اسی قبیل کی چیزیں ہیں۔ فقہاءِ اسلام کی ان چیزوں کے بارے میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک خاص اصطلاح "سدّ الباب الذرائع" کی ہے یعنی یہ چیزیں اگرچہ بالفعل کوئی قباحت نہیں رکھتیں لیکن چونکہ ان کا تواتر عمل اوران پر اصرار بعض خطرناک نتائج کا موجب اور سبب ہو سکتا ہے اس بنا پر ان کے متوقع نتائج سے محفوظ رکھنے کے لئے ان چیزوں کو شروع میں ہی ناجائز قرار دیدیا گیا ہے ہمارے بعض وہ "روشن خیال" تعلیم یافتہ احباب اور "شہری آزادی" کے سب سے زیادہ سرگرم حامی دوست جو اسلام کو اس قسم کے مسائل پر تنگ نظری اور کوتاہ بینی کا طعنہ مارتے ہیں. امید ہے کہ سوویٹ روس کے فرمانروائے مطلق کی اس پالیسی سے عبرت حاصل کریں گے اور یہ محسوس کریں گے کہ اسلام میں جو چیزیں سدّالباب الذرائع ممنوع کی گئی ہیں ان میں قومی تعمیر و تربیت کا کیسا اہم نفسیاتی نکتہ مضمر ہے۔

خدا کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے مولانا عبیداللہ سندھی کو اکثر فرماتے تھے کہ اسٹالن جس نہج پر اپنی قوم کی تعمیر کر رہا ہے وہ بالکل وہی نہج ہے جس پر اسلام کے ابتدائی دور میں عربوں کی تعمیر و تربیت کی گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ قوم آج دنیا میں سب سے زیادہ مضبوط. طاقتور، اور منظم قوم ہے اور اس کا پروگرام دنیا میں سرعت سے پھیل رہا ہے۔ مولانا کے اس مقولہ کا مطلب کوتاہ بینوں نے یہ سمجھا کہ مولانا اسلام اور سوشلزم دونوں کو ایک سمجھتے ہیں۔ حالانکہ مقصد صرف یہ تھا کہ اگرچہ اسلام اور سوشلزم دینی اور لادینی نظام ہونے کے باعث ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن چونکہ اس لادینی نظام کو انھیں اصول پر عملی شکل دی جارہی ہے اور انھیں طریقوں پر اسے دنیا میں رائج کیا جارہا ہے جو اسلام ایسے دینی نظام کے اپنے تھے۔ اس بنا پر اس کو بھی سیاسی اور اخلاقی فتوحات کے اعتبار سے وہی فروغ حاصل ہو رہا ہے جو ایک زمانہ میں اسلام کو ہوا تھا۔

ان حالات میں ہمارے زعمائے قوم کو غور کرنا چاہئیے کہ وہ اپنی قوم کی تعمیر کس طرح کر رہے ہیں؟ اور کیا اُن کے طریقۂ تعمیر کا بھی نتیجہ یہی ہوگا کہ عقائد و اعمال اور سیرت و اخلاق کے اعتبار سے مسلمانوں کو جس حقیقی عظمت و بزرگی کا اور قومی انفرادیت کا مالک ہونا چاہئیے وہ اسے واقعی مستقبل قریب میں حاصل کرلیں گے؟۔

© rasailojaraid.com